تحریر: مفتی یوسف عبد الرزاق

مشترکہ حلال معیارات

(امکانی جائزہ)

گزشتہ دس سال حلال انڈسٹری کے لئے بہت اہم رہے کیونکہ غیر مسلم ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کو حلال سرٹیفکیشن اور حلال سرٹیفائڈ پروڈکٹس کی ضرورت تھی اور اس کی اہمیت کو مسلمان ریاستوں نے محسوس کرنا شروع کیا اور کم و بیش ہر مسلمان ملک نے اس شعبہ پر توجہ دینا شروع کر دی، حلال معیارات بنائے، ملکی سطح پر حلال پالیسیاں بنائیں اور اس کا نفاذ کیا۔

مجھے یاد ہے غالبا 2007ء میں پہلی بار حکومت پاکستان نے حلال پر ایک سیمینار منعقد کروایا تھا جس میں چیف گیسٹ مولانا سعید نولکھی صاحب تھے جنہیں ساؤتھ افریقہ سے بلایا گیا تھا۔ آج 2016ء میں نہ صرف پاکستان اپنے حلال معیارات تیار کر چکا ہے بلکہ ایک مستقل ادارہ "پاکستان حلال اتھارٹی" کا باقاعدہ قیام کر رہا ہے۔

عرب ممالک نے کوئی پانچ سال ہوئے اس شعبہ پر باضابطہ توجہ دینا شروع کی، اسی کے نتیجہ میں او آئی سی نے بھی ایک کمیٹی تشکیل دی جو حلال معیارات بنانے کا کام کر رہی ہے۔

ملائیشیا پہلا اسلامی ملک ہے جو حلال انڈسٹری کا فاؤنڈر شمار ہوتا ہے۔ بحیثیت اسلامی ریاست سب سے پہلے اس نے حلال کا ادراک کیا اور اس حوالے سے مکمل نظام مرتب کیا۔ یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ اسلامی ریاستوں کے جتنے حلال معیارات اس وقت موجود ہیں ان سب کی بنیاد ملائیشین حلال معیار ہی ہے۔

اسی طرح تھائی لینڈ کے مسلمانوں نے بھی قانونا اپنے حلال معیارات سن ۱۹۴۸ میں مقرر کئے حالانکہ تھائی لینڈ مسلمان ملک نہیں ہے، لیکن یہ بات تھائی حکومت کے لئے قابل تعریف ہے جنہوں نے مسلمانوں کی ضرورت کو محسوس کیا اور انہیں قانونی حقوق فراہم کئے۔

حلال و حرام کا تصور چونکہ اسلام نے دیا ہے اسی لئے یہ ایک خالص ایک مذہبی عبادت شمار ہوتا ہے، لہذا حلال کے معیارات شریعت کی بنیاد پر بنائے گئے اور ہر ملک نے اپنی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے ہاں رائج فقہ کی روشنی میں معیارات مرتب کئے۔

اب کچھ عرصہ سے ایک نئی بحث نے جنم لیا کہ حلال کے مختلف معیارات کا ہونا ایک نیا چیلنج ہے، یہ کاروبار کی راہ میں رکاوٹ بن رہا ہے، اس کا مقابلہ کیسے کیا جائے؟ اس کا کیا حل نکالا جائے تاکہ اسلامی دنیا کا ایک متفقہ معیار مرتب کیا جاسکے، جس کی وجہ سے تجارت میں موجودہ رکاوٹوں کو دور کیا جاسکے؟ اس سوال کا گہرا تعلق چونکہ شریعت سے ہے اور میں گزشتہ پانچ سال سے پاکستان سٹینڈرڈ کوالٹی کنٹرول کی حلال ٹیکنیکل کمیٹی کا ممبر بھی ہوں لہذا اس موضوع پر کچھ لکھنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ رب العزت اس میں خیر وبرکت ڈالے اور قبول فرمائے۔

حلال معیارات کی تاریخ

حلال معیارات کی بنیاد چودہ سو سال پہلے قرآن و سنت کے ذریعے ڈالی گئی، حلال کھانا اور حرام سے بچنا اللہ کا حکم ہے جسے بجالانا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کہ وہ حلال غذا کھائے اور حرام غذاؤں سے بچے۔

حلال غذاؤں سے متعلق قرآن کریم میں کم و بیش سات آیات ہیں جن میں حلال و حرام کے معیارات بتلائے گئے ہیں اور حدیث شریف ان اصولوں کی اہمیت اور وضاحت بیان کرتی ہے۔

قرآن و سنت کے فہم اوراس کے منضبط شکل کا نام فقہ اسلامی ہے، جس نظام کو آج ہم حلال سرٹیفکیشن یا اکریڈیشن کے نام سے جانتے ہیں اس کے تمام اصول فقہ اسلامی بہت پہلے قرآن و سنت کی روشنی میں مرتب کر چکی ہے۔

کیا تمام حلال معیارات ایک ہو سکتے ہیں جو اجتماعیت کی نمایندگی کر رہے ہوں؟

اس سوال پر غور کرنے سے پہلے ہم اجتماعیت کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں:

اجتماعیت کہتے ہیں ایک جگہ، ایک سوچ پر سب کا جمع ہونا۔ اس سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ سوچ کے جمع ہونے کا مطلب ہر گز یہ نہیں کہ ہر ایک اپنی پہچان کھو بیٹھے بلکہ اس لفظ میں ایک دوسرے کے نظریات، افکار کا تحفظ برقرار رکھنے پر جمع ہونے کا مفہوم نظر آتا ہے۔ قدرت بھی یہ تقاضہ کرتی ہے، اسی وجہ سے دنیا میں ہر انسان کی شکل

دوسرے سے مختلف ہے، ہر گھر محلہ کا اپنا مزاج ہے، ہر ریاست کے اپنے قوانین ہیں جو ضروری نہیں اس کے پڑوسی ملک کے بھی ہوں، لیکن دنیا کی رفتار میں یہ چیزیں رکاوٹ نہیں بلکہ یہ کہنا بھی مشکل نہیں کہ یہی اس دنیا کا حسن ہے۔ اسی وجہ سے آئی ایس او(ISO)، بی آر سی(BRC) کا متبادل نہیں ہے حالانکہ دونوں معیارات پروڈکٹ کوالٹی ہی کو یقینی بنانے میں مددگار ہوتے ہیں،۔ کیا پوری دنیا کے کسٹم رولز ایک جیسے ہیں؟ امپورٹ پالیسیاں ایک جیسی ہیں؟ مارکیٹ ایک جیسی ہے؟ ماحول ایک جیسا ہے؟ قطعا نہیں! ہر ملک کے اپنے قوانین ہیں اور جس نے بھی اس ملک کے ساتھ تجارت کرنی ہے اسے ان قوانین کے مطابق پروڈکٹ تیار کرنا ہوگی تب وہ اس ملک سے تجارت کر سکتا ہے۔ اسی طرح حلال کے معیارات کی بھی ہیں جسے ہر اسلامی ملک یا مسلمانوں نے اپنے حالات، ثقافت، مزاج اور سب سے بڑھ کر اپنی فقہ کی روشنی میں مرتب کیا ہے لہذا پوری دنیا کے لئے صرف ایک حلال کا معیار مقرر کرنا مجھے خلاف فطرت امر نظر آتا ہے۔

متفقہ حلال معیار کے بننے میں رکاوٹیں کیا ہیں:

میری نظر سے ملائیشیا، تھائی لینڈ، پاکستان، دبئی، سمِک (SMIIC) کے معیارات گزرے ہیں جو کم و بیش 95 فیصد ایک جیسے ہیں، جس پر ایک اور تفصیلی مضمون لکھ رہا ہوں۔

یاد رہے کہ حلال معیارات دو حصوں پر مشتمل ہوتے ہیں:

ایک شریعہ

دوسرا منیجمنٹ سسٹم

حلال کے معیارات میں منیجمنٹ سسٹم کے الفاظ ایک جیسے نہیں ہیں لیکن مفہوم سب کا ایک ہی ہے، اسی طرح شریعہ کے بنیادی اصول سب میں مشترک ہیں بس فرق ترجیحات میں نظر آتا ہے مثلاً:

ذبیحہ سے پہلے کرنٹ (Stunning) لگانے کی اجازت کوئی بھی حلال سٹینڈرڈ خوشی سے نہیں دیتا لیکن پاکستان کا سٹینڈرڈ (Stunning) کو سختی سے منع کرتا ہے بلکہ یہاں تک کہتا ہے کہ سٹنڈ (Stunned) جانور کا گوشت تک اس ملک میں امپورٹ نہیں کیا جا سکتا۔

اب جن ملکوں نے اس کی گنجائش دی ہے، تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کی اپنی کچھ ریاستی مجبوریاں ہیں، وہ مجبور ہیں کہ دنیا بھر سے گوشت امپورٹ کریں کیونکہ ان کے پاس لائیوسٹاک یا تو بالکل نہیں یا ناکافی ہے لہذا انہوں نے ملکی ضروریات پوری کرنے کے لئے مجبورا اس کی اجازت دی ہے جیسے:

ملائیشین معیار:

MS 1500:2009

3.5.2.3 **Stunning is not recommended**. However, if stunning is to be carried out the conditions specified in Annex A shall be complied.

سمیک کا معیار:

(OIC) GENERAL GUIDELINES ON HALAL FOOD

5.2.5 Stunning

a) All forms of stunning and concussion (loss of consciousness) shall be **prohibited**. However when the use of the electric shock becomes necessary and expedient (such as calming down or resisting violence by the animal), the allowed period and the electric current value for stunning shall be in accordance with Annex A of this standard.

دبئی کا معیار:

UAE.S 993 :2015

4.5 Slaughtering Practice Requirements

4.5.1 Stunning and Unconsciousness

In general, all forms of stunning and unconsciousness of animals are **disliked**.

تھائی لینڈ کا معیار:

THS 1435-5-2557

4.5 slaughtering

4.5.2 its is **not recommended** to stun animal prior to slaughtering unless is necessary and in accordance to Islamic law.

اس کے مقابلے میں پاکستان جو ۹۶ فیصد مسلمانوں کا ملک ہے اور لائیوسٹاک میں خودکفیل بھی ہے بلکہ گوشت اکسپورٹ کرتا ہے لہذا اس نے شریعت کا سب سے اعلیٰ ضابطہ لیا اور اس تکلیف دہ امر (Stunning) کو منع کر دیا جیسے:

PS:3733-2016

4.2.6 Stunning

All forms of stunning and concussion (loss of consciousness) shall be **prohibited** for both birds and animals. **Meat imported** from other countries shall also meet this requirement.

پاکستان کے اس سخت موقف سے پاکستان کی معیشت کو قطعا نقصان نہیں کیونکہ وہ تو لائیو اسٹاک کے معاملے میں خود کفیل

ہے، اوراس کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے امپورٹ کا راستہ بند ہو گا اور اکسپورٹ بڑھے گی۔

اب یہاں سمجھنا یہ ہے کہ سٹینڈرڈ میں فرق کہاں آیا؟

تمام حلال کے معیارات اس بات پر متفق ہیں کہ سٹننگ (Stunning) کوئی پسندیدہ عمل نہیں لہذا اس نقطہ پر تو تمام معیارات متفق ہیں، لیکن اجازت کے معاملے میں معیارات میں فرق آگیا جن کی مجبوریاں تھیں انہیں نے سخت شرائط کے ساتھ اجازت دے دی اور پاکستان اس معاملہ میں خود کفیل ہے لہذا اس نے اس رعایت کو اختیار نہیں کیا بلکہ جو حکم سب سے بہتر تھا اسے اختیار کرلیا۔

یہاں ایک شرعی نقطہ سمجھنا بہت ضروری ہے۔

ایک ہے عمل اور ایک ہے اس کے نتیجہ سے پیدا ہونے والی چیز کا حکم، یہ دو الگ چیزیں ہیں۔00

پہلی صورت:

اسلام نے ذبیحہ کا مستقل طریقہ خود بیان کیا ہے جس میں ذبح سے پہلے جانور کو کسی بھی قسم کی تکلیف دینے سے منع کیا ہے، مثلا:

1. چھری کو جانور کے سامنے تیز کرنا
2. بغیر دھار والی چھری کا استعمال کرنا
3. ایک جانور کے سامنے دوسرے جانور کو ذبح کرنا
4. ذبح شدہ جانور کے خون پر زندہ جانور کو لٹا کر ذبح کرنا
5. جانور کو لٹانے کے بعد ذبح میں تاخیر کرنا

6. ذبح کرنے کے بعد جانور کی جان نکلنے سے پہلے اس کی گردن الگ کرنا
7. ذبح کرنے کے بعد جانور کی سانس نکلنے سے پہلے اسکی کھال اتارنا
8. قبلہ رخ نہ کرنا

مذکورہ بالا تمام صورتوں میں چونکہ جانور کو اضافی تکلیف ہو رہی ہوتی ہے لہذا اسلام ان تمام امور کو مکروہ شمار کرتا ہے ۔لیکن یاد رہے اگر ان میں سے کوئی ایک عمل پایا گیا تو جانور حرام نہیں ہوگا اور نہ ہی اس کے گوشت کے حلال ہونے پر کوئی اثر ہوگا۔

دوسری صورت:

کوئی خاص مجبوری ہو تو ایسی صورت میں حسب مجبوری اسلام اجازت دیتا ہے لیکن سخت شرائط کے ساتھ۔

کیونکہ دونوں صورتوں کا نتیجہ ایک جیسا ہے وہ ہے جانور کو شرعی طریقہ سے ذبح کرنا اور اس کی منجملہ شرائط میں جانور کا زندہ رہنا بہت ہی بنیادی شرط ہے۔

گوشت دونوں صورتوں میں حلال ہی ہے بس فرق ذبح سے پہلے جانور کو تکلیف دینے یا نہ دینے میں آیا ایسی صورت میں اگر ہم معیار کو ایک کرنا چاہیں تو خود فیصلہ کریں کہ کس معیار کو باقی رکھا جائے؟ ایک بیس کروڑ آبادی والے خود مختار ملک کو سٹنگ کی اجازت دینے پر امادہ کریں یا باقی ۵۶ ممالک کو سٹننگ کو بند کرنے کا مشورہ دیں؟

تمام مسائل کا حل کیا ہے؟

اس کا حل بہت ہی سادہ سا ہے، ایک دوسرے کو عزت واحترام دینا۔ ایکسپورٹر ملک امپورٹر ملک کے معیارات کو سامنے رکھتے ہوئے چیز تیار کرے یعنی، پاکستان سے صرف وہ سرکہ ملائیشیا ایکسپورٹ کرے جو شراب سے خود بہ خود بنا ہو یا مصنوعی ہو، اور ملائیشیا پاکستان کو وہ کینڈیز ایکسپورٹ کرے جس میں ای ۱۲۰ رنگ نہ پایا جاتا ہو، اگر اس کا دھیان رکھا جائے تو رکاوٹ کہاں آئی ؟ پاکستان سٹینڈرڈ سوائے مچھلی کے کسی اور پانی کے جانور کے کھانے کی اجازت نہیں دیتا تو انڈونیشیا اپنی مچھلی ہمیں ایکسپورٹ کرے اور ہم سے باقی سمندری حیات امپورٹ کرلے، اگر برازیل پاکستان کو مرغی

ایکسپورٹ کرنا چاہتا ہے اور وہ پلانٹ کسی ایسے حلال سسٹم پر ہے جو سٹننگ یا مشینی ذبیحہ کی اجازت دیتا ہے تو وہ مشینی ذبیحہ اور سٹننگ فری ایریا قائم کرے اور بھرپور تجارت کرے، جس طرح پاکستانی تاجر گارمنٹس ایکسپورٹ کرنے کے لئے یورپی یونین کی شرائط پوری کرتا ہے۔ اگر کوئی ملک پاکستان کو فوڈ کلر ایکسپورٹ کرتا چاہتا ہے تو وہ سوائے ای ۱۲۰ کے تمام رنگ ایکسپورٹ کرے۔ ان ساری مثالوں میں تو تجارت کا ایک بیلنس نظر آتا ہے بنسبت اس کے کے سب ملکوں کو مشترکہ حلال معیار کے تحت سب کچھ اکسپورٹ کرنے کی اجازت دے دی جائے۔

لہذا میرے خیال میں پہلا قدم ہمیشہ اس طرف اٹھانا چاہیئے جو ممکن ہو، یہ کوئی عقل مندی نہی کہ ایک ناممکن کو ممکن کرنے کے لئے جو ممکن ہے وہ بھی نہ کیا جائے۔

مفتی یوسف عبدالرزاق

چیف ایگزیکٹیو، سنہا پاکستان

جمعہ، 02دسمبر، 2016